مصلحت مرسلہ کی حیثیت

معروف مکاتب فکر کی آراء کی روشنی میں

فقہ اسلامی کی پرشکوہ عمارت جن ماخذ پر کھڑی ہے ان میں قرآن، سنت، اجماع وقیاس، کے بعد مصالح مرسلہ یا مصلحت مرسلہ کا نمبر آتا ہے۔ اسے فقہ کے مآخذ میں سے ایک (باختلاف رائے) قرار دیا جاتا ہے۔ مقالہ ھذا میں ''مصلحت مرسلہ'' کا اجمالی تعارف اور اس سے متعلقہ اہم نکات کا ایک جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

فقہ اسلامی کا چھٹا ماخذ استصلاح یا مصالح مرسلہ ہے۔ مصلحۃ کا لفظ عربی مادہ صَلَحَ سے نکلا ہے۔ جس کے معنی درست کرنے کے ہیں اور اسی سے استصلاح مشتق ہے جس کے معنی مفسد چیز کو ختم کرنے کے ہیں(۱)۔

اصطلاحاً مصلحت، منفعت حاصل کرنے اور مضرت کو دفع کرنے سے عبارت ہے(۲) اور اس کے معنی شارع کے مقاصد کے عین مطابق خلق سے مفاسد کا دور کرنا ہے(۳)۔ مصالح مرسلہ وہ ہیں کہ جن کے متعلق شریعت کی کوئی اصل موجود نہ ہو اور نہ انہیں لغو کہنے کی کوئی شرعی شہادت/ دلیل موجود ہو۔ اگرچہ وہ بحیثیت عمومی مصالح کے طریقوں پر ہوں اور عقل انہیں قبول کرتی ہو(۴)۔

مصلحت کے معنی ایسی بھلائی کے ہیں جس کے لیے عوام الناس محتاج ہوں۔ مثلاً سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا قرآن کو ایک کتاب کی صورت جمع کردینا(۵)۔

یعنی ایسے مسائل جن کا شریعت میں کوئی حکم نہ پایا جاتا ہو، نص یا اجماع سے ان کے متعلق کوئی حکم نہ ملے تو ان کے حل کے لیے لوگوں کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے جس ذریعے کو اختیار کیا جائے گا اسے مصلحت مرسلہ کہا جاتا ہے۔ گویا ضرورت مصلحت کو پیمانہ بنا کر مسائل کا استنباط کرنا مصالح مرسلہ ہے۔(۶) ایک تعریف اس انداز میں کی گئی کہ اس سے مراد رائے سے ایسا حکم اخذ کرنا ہے جو مصلحت پر مبنی ہو، اس مسئلہ میں جس میں نص یا مثال جس پر قیاس کیا جاسکے، موجود نہ ہو۔(۷) البتہ اس کی تعلیل میں علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ مالکیہ اسے مصالح مرسلہ کہتے ہیں۔ امام

غزالی اسے استصلاح، متکلمین اصولیین ''مناسب المرسل الملائم'' اور بعض دوسرے لوگ ''استدلال مرسل''، ابن السمعانی ''استدلال'' کے نام سے پکارتے ہیں۔(۸)

مصالح کی اقسام:

مصلحت یا وصف مناسب کا اعتبار شارع کے مطابق کیا جائے گا۔ ان مصالح کی تین قسمیں ہیں:

ا۔ضروریات:

جن پر لوگوں کی زندگی کا انحصار ہے دینی و دنیوی دونوں پہلوؤں سے اور جب یہ نہ ہوں تو زندگی میں خلل پڑسکتا ہے اور آخرت میں اس پر عذاب واجب ہوسکتا ہے۔ یہ ضروریات پانچ ہیں: حفظ دین، حفظ نفس، حفظ عقل، حفظ نسب/عزت اور حفظ مال مثلاً: ایمان، اصول العبادات، دین کی حفاظت ارتداد وغیرہ سے پرہیز یا تحریف احکام سے پرہیز رواج شرعی، قذف، زنا، اور مالی تصرف کی حدود۔

۲۔حاجیات:

سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی محتاجی صرف رفع حرج کے لیے ہو۔ یعنی یہ اگر وصف نہ ہوتو لوگوں پر تنگی و مشقت لازم آتی ہے البتہ زندگی مختل نہیں ہوتی۔ مثلاً: بیع وشراء اجارہ، استئجار، انواع الرخص من قصر الصلاۃ وجمعھا للمسافر، اباحۃ الافطار یعنی مریض ومرضعہ وغیرہ کے لیے، رمضان میں روزے نہ رکھنے کی اباحت، نمازی کے لئے سفر وحضر میں موزوں پر مسح کی اجازت، صغیرہ کے نکاح کے لیے اس کے ولی کا اختیار وغیرہ پائے جاتے ہیں۔

۳۔تحسینیات:

اس سے مراد وہ مصالح ہیں جن کو محاسن العادات، مکارم اخلاق، طہارت، صلوٰۃ، لباس، ھئیات وغیرہ میں خوبصورتی اور حسن پیدا کرنے یعنی معاملات میں عمدگی پیدا کرنے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔(۹)۔ مثلاً

☆ العادۃ محکمۃ ☆ عادت کو حکم بنایا گیا ہے یعنی فیصلہ عرف کے مطابق ہوگا ☆

عبادت میں ستر عورت: مساجد میں تقرب بالنوافل، عمرہ کے لیے لباس وغیرہ

معاملات میں: بیع النجاسات، اسراف، بیع الانسان علی بیع اخیہ۔

عادات میں: آداب اکل وشرب، قسم کھانا، مشروبات و ماکولاتِ خبیثہ ترک کرنا۔

عقوبات میں: مثلاً جنگوں میں بچوں، عورتوں اور رھبان کے قتل سے پرہیز۔

گویا یہ تین انواع ہیں جن سے مصالح مرسلہ کا آغاز ہوتا ہے جہاں تک قضایا کا تعلق ہے ان کے فیصلوں میں بھی لوگوں پر فضل واحسان کرتے ہوئے تشریع احکام میں مصالح کو مدنظر رکھا گیا اوران کو لازمی وحتمی قرار نہیں دیا گیا۔ اسی لیے مالکیہ اسے مصالح مرسلہ کہتے ہیں۔ شافعیہ بھی اسی کے قائل ہیں لیکن غزالیؒ اسے مصالح ضروریہ کہتے ہیں۔

حجیت مصالح مرسلہ:

شریعت اسلامیہ دین و دنیا دونوں پر محیط ہے۔ احکام تعبدی میں تو قیاس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں نہ ہی اس کی کوئی گنجائش ہے۔ کیونکہ یہ وحی میں مقصور ہے اور اس میں انحراف کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جہاں تک دنیاوی معاملات ہیں تو اس میں اجتہاد بطریق قیاس اور مصالح مرسلہ کا دروازہ کھلا ہے۔ قرآن وسنت سے ہمیں اس کی جانب رہنمائی ملتی ہے۔

... وما جعل علیکم فی الدین من حرج...

یعنی تمہارے لیے دین میں تنگی نہیں پیدا کی گئی۔

اسی طرح فرمان الٰہی:

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بِکُم العسر

(اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تنگی پیدا کرنا نہیں چاہتا)

اورحدیث مبارکہ:

لاضرر و لا ضِرار

اسی سلسلہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ مبارکہ جو ہمارے سامنے ہے یہی ہے کہ جب بھی آپؐ کے سامنے دو معاملات پیش ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسان ترین کو اختیار فرماتے۔ گویا سہولت اور آسانی کا پہلو نہ صرف مدنظر رکھا گیا بلکہ اس کی بطور خاص ترغیب دی گئی ہے۔

☆ جس نے قبل از وقت کسی شی کے حصول کی کوشش کی اسے اس سے محرومی کی سزادی جائے گی ☆

البتہ مصالح مرسلہ ایسا ماخذ ہے جس پر سب علماء کا اتفاق نہیں ہے۔ یعنی اس کی حجیت کے متعلق ائمہ کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے چنانچہ:

۱۔ جمہور شافعیہ اور حنفیہ کی رائے یہ ہے۔ کہ اسے مطلق جواز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۲۔ امام مالک رحمہ اللہ کے مطابق مطلقا حجت ہے۔

۳۔ اگر مصلحت شرعی حکم پر مرتب ہے اور اس کی ضرورت پر قطعی کلی حجیت موجود ہے تو اس پر عمل واجب ہے اور اگر ان میں سے ایک بھی مفقود ہے تو یہ حجت نہیں ہے یہ رائے امام غزالی اور امام بیضاوی کی ہے۔

شرائط مصالح مرسلہ:

مصلحۃ کے مضمون کی تشریح بھی ذرا مختلف انداز میں کی گئی ہے:

مالکیہ اور حنابلہ کے مطابق:

۱۔ مصلحت ضروریہ سے مراد یہ ہے کہ وہ ان پانچ ضروریات یعنی حفظ نفس، حفظ دین، حفظ مال، حفظِ نسب و عقل کے لیے ہو۔

۲۔ کلی ہونے سے مراد یہ ہے کہ عامۃ المسلمین کا فائدہ اس میں پایا جائے۔

۳۔ قطعی ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسے طریقہ سے ثابت ہو جس سے کوئی شبہ باقی نہ رہے(۱۱)۔

اس کی مثال یوں دی جاتی ہے کہ اگر کافروں کے لشکر کے آگے مسلمانوں کو ڈھال بنا کر کھڑا کردیا گیا ہو تو مسلم لشکر کے لیے ان مسلمانوں کو جو بطور ڈھال کھڑے ہیں قتل کرنا جائز ہوگا، کیونکہ مصلحت عامہ یہی ہے۔(۱۲)

۴۔ عقل اسے قبول کرے۔

۵۔ قرآن وسنت سے معارض نہ ہو جیسے لڑکے اور لڑکی کی وراثت کی برابری کا تقاضا(۱۳)۔

۶۔ اس سے حرج کا دفع ہونا لازمی ہو(۱۴)۔

ماجاز لعذر بطل بزوالہ ☆ جس کا استعمال عذر کی وجہ سے جائز ہو عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہوجائے گا۔

مانعین مصالح مرسلہ اوران کے دلائل:

ظاہری، شیعہ، شافعیہ(۱۵) اور مالکیہ میں سے ابن الحاجب اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ البتہ امام آمدی کے مطابق حنفیہ و شافعیہ دونوں اس کو استصلاح کے طریقہ پر اختیار کرتے ہیں(۱۶)۔جبکہ حنفیہ خصوصاً اس کو استحسان کے طریقہ پر اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ جس مقصد کے لیے وہ استحسان کو اختیار کرتے ہیں وہ مصالح مرسلہ ہیہے۔ مانعین کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- اس سے شریعت کے احکام میں انہدام وقوع پذیر ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس میں خواہش نفس کے مطابق فیصلہ کرنے کا گمان غالب پایا جاتا ہے۔

۲- مصالح مرسلہ ایک سے زائد انواع پر مشتمل ہیں۔ بعض اوقات شارع نے کسی ایک کو معتبر مانا اور کبھی دوسرے کو۔ ہمارے لیے ان دونوں میں خطا کا احتمال باقی رہے گا کہ کس کو اختیار کیا جائے اور کس کو نہ کیا جائے۔اس صورت میں احکام شرعی کی تخریج کے لیے اسے حجت تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

۳- مصالح مرسلہ شریعت کے عموم اور اس کی وحدت کو متاثر کرتے ہیں۔ کیونکہ زمانہ اور احوال و اشخاص کے ساتھ حکم بھی بدل جاتے ہیں۔

مصالح مرسلہ کے قائلین کے دلائل:

مصالح مرسلہ کے حامی درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

۱- احکام شرعیہ میں مصالح عامہ کو مدنظر رکھا گیا ہے اور تمام احکام میں ان کا اعتبار کیا گیا ہے اور ظن کے ذریعہ عمل واجب ہے۔اس پر قرآنی دلائل بھی موجود ہیں۔

و ما ارسلنک الارحمة للعالمین

یرید الله بکم الیسرولا یرید بکم العسر

فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف لاثم فان الله غفور رحیم

یا ایها الناس قدجاء تکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور وهدی ورحمة للمومنین.

۲- حیات انسانی میں ھمہ وقت تغیر و تبدل وقوع پذیر ہوتا رہتا ہے اور لوگوں کے مصالح فوائد و نقصانات بھی اسی کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ جب شریعت میں ان بدلتے ہوئے حالات کا کوئی حل موجود نہیں ہوتا تو پھر لوگوں سے مفاسد دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے احکام سے نئے احکام کا صدور ہو، تا کہ شریعت اپنی اصل صورت میں دائمی طور پر محفوظ رہے(۱۷)۔

۳- صحابہ کرام کے اجتہادات سے اور ان کے بعد والوں کے اجتھادات سے بھی یہی چیز سامنے آتی ہے کہ انہوں نے بہت سے مواقع پر مصلحت عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے چند اہم فیصلے کیے اور ان کو اجماعی حیثیت حاصل ہوئی۔ مثلاً:

i- حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قرآن کو مصحف واحد کی صورت میں لانا اور اس موقع پر حضرت عمرؓ کا قول انہ واللہ **خیر و مصلحۃ للاسلام**"، حضرت ابوبکرؓ کا مانعین زکوٰۃ سے اختلاف۔

حضرت عمرؓ کے بہت سے اجتہادات میں مصالح مرسلہ سے کام لینے کی واضح دلیل ملتی ہے(۱۸)۔ مثلاً

ii- حضرت عمرؓ کا صدقات میں مؤلفۃ القلوب کو باطل قرار دینا یہ دیکھتے ہوئے کہ اب اسلام میں ان کی ضرورت نہیں رہی۔

حضرت عمرؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ: "محمد بن مسلمہ کو حکم دیا کہ اپنے پڑوسی ضحاک بن قیس کو اجازت دے کہ اس کی زمین میں سے نہر کا پانی چلالے کیونکہ یہ اس کے ہمسایہ کو نفع دیتی اور اس سے محمد بن مسلمہ کو کوئی نقصان نہ ہوتا(۱۹)۔ حضرت عمرؓ نے ھجو کی وجہ سے حطیئہ کی زبان کٹوا دی تھی یہ بھی مصالح مرسلہ کے باب سے ہے(۲۰)۔ اس طرح حضرت عمرؓ کا طلاق ثلاثہ کو حتمی طور پر طلاق ثلاثہ قرار دینا بھی اسی کی مثال ہے(۲۱)۔

iii- حضرت عثمانؓ کا مصحف کو قراءۃ واحدۃ پر جمع کر دینا۔

iv- صحابہ کا اتفاق صناع کی ضمانت پر اور اس کی اصل پر ہے کہ لوگوں کو اس کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت علیؓ نے فرمایا: لایصلح للناس الاذالک (۲۲)۔

ان دونوں گروہوں کے مابین ترجیح و تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ مصلحت مرسلہ سے احکام کی تخریج کے دوران اس بات کو بطور خاص مدنظر رکھا جائے کہ اس میں خواہشات کی

پیروی نہ ہو۔ مصلحت کو حفظ مقاصد الشرع کی جانب لوٹایا جاتا ہے اور مقاصد شرع کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہوتے ہیں/ اخذ کیے جاتے ہیں۔ پس ہر مصلحت جو کتاب سنت اور اجماع سے ثابت نہ ہو اور جو تصرفات شرعیہ سے مناسبت نہ رکھتی ہو وہ باطل ہے اور جو اس کی جانب چلا اس نے نئی چیز ایجاد کی جو کہ بدعات کے زمرہ میں شامل ہے(۲۳)۔

مالکیہ اور حنابلہ مصالح مرسلہ سے کام لینے کے قائل ہیں لوگوں کی ضروریات کی تکمیل کے لیے اور احناف یہی کام استحسان سے لیتے ہیں(۲۴)۔

عموماً کہا جاتا ہے کہ مصالح مرسلہ خاص طور پر امام مالک کا مذہب ومسلک ہے اور جمہور اس کے خلاف ہیں۔ حالانکہ یہ قول درست نہیں ہے۔ علامہ ابن دقیق العید کا قول نقل کیا جاتا ہے کہ" اس میں کوئی شک نہیں کہ امام مالک اسے ترجیح دیتے ہیں لیکن دیگر تمام مذاہب میں بھی اس کی اہمیت ضرور ہے اگرچہ اس کا نام مصالح مرسلہ نہ بھی رکھا جائے۔ عملی طور پر اس کا وجود پایا جاتا ہے۔(۲۵) امام احمدؒ نے ضرورت ومصلحت کے وقت حتی الامکان استحسان اور پھر استصلاح سے کام لیا ہے۔

مصالح مرسلہ کے لیے پائی جانے والی علت کے خصائص:

ا۔ مؤثر:

وہ علت ہے کہ نفس حکم میں اس کا اثر ثابت ہوتا ہو۔ یعنی حکم معلل بہ میں علت کے اثر کا پورا اعتبار ہو مثلاً کثرت طواف کا اثر، سور ہرہ (بلی کے جھوٹے میں) میں ہے۔ یعنی اصل علت بلی کا کثرت سے گھر کے اندر آنا ہے۔ اس قسم میں قرآن، سنت یا اجماع سے براہ راست علت کی تاثیر حکم میں ظاہر ہوتی ہے۔

۲۔ ملائم:

ایسی علت جو منقولہ علتوں سے موافقت کی بنیاد پر نکالی جائے اس کی مختلف صورتیں ہیں:

ا۔ عین علت کا اعتبار جس حکم میں ثابت ہو جیسے صغر کا اعتبار حکم نکاح میں نہیں ولایت مال میں ثابت ہے۔

۲۔ جنس علت کا اعتبار عین حکم میں ثابت ہو جیسے بیہوشی جنون کی جنس سے ہے اور سقوط نماز میں اس کا اعتبار ثابت ہے۔

۳۔ جنس علت کا اعتبار جنس حکم میں ثابت ہو۔ جیسے ایام عذر کے جنس سے مشقت سفر بھی ہے۔ تو چونکہ مسافر سے دو رکعت ساقط ہونے میں اس کا اعتبار تھا اور پوری نماز کا ساقط ہونا اس کی جنس سے ہے۔ اس قسم میں علت حکم سے دور نہیں ہوتی بلکہ قریب ہوتی ہے اور حکم کی اضافت اس کی طرف ہوتی ہے لیکن کتاب وسنت سے یا اجماع سے براہ راست اعتبار ثابت نہیں ہوتا۔ چونکہ اس کے موافق دوسری علت پر کتاب وسنت یا اجماع میں حکم کا ترتب موجود ہوتا ہے اور شرع نے اس کا اعتبار کیا ہوا ہے۔ اسی لیے اسے ملائم کہا جاتا ہے۔(۲۶)

۳۔ مرسل:

وہ علت ہے کہ تاثیر کے لحاظ سے یا موافقت پر حکم کے ترتب کے لحاظ سے کسی بھی طریقہ پر اس کا اعتبار کتاب وسنت یا اجماع سے ثابت نہ ہو اور لغو قرار دینا بھی ثابت نہ ہو۔ لغو کی مثال:

رمضان کے روزہ کا کفارہ غلام آزاد کرنا اور دو ماہ لگاتار روزے رکھنا دونوں ہیں۔ روزہ میں بہ نسبت غلام آزاد کرنے کے زجر وتنبیہ زیادہ ہے۔ اس کے باوجود شارع نے غلام کی آزادی کو روزہ پر مقدم رکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ کا یہ وصف (زجر وتنبیہ) اس شخص کے بارہ میں لغو ہے جس میں غلام آزاد کرنے کی طاقت ہے۔ غرض مرسل میں وہ اوصاف داخل ہیں جن کو شارع کی جانب سے لغو ٹھہرانا ثابت نہ ہو اور نہ ان کا اعتبار ثابت ہو۔

مصالح مرسلہ کے مواقع:

مصالح مرسلہ سے کام لینے کی ضرورت اس شعبہ میں پڑتی ہے جس کا تعلق عمومی حیثیت سے معاشرہ کی فلاح و بہبود سے ہے مثلاً جدید تقاضہ کے مطابق قوانین بنانا موقع ومحل کے لحاظ سے ان کے نفاذ کے لیے مختلف تدبیریں نکالنا، سزائیں مقرر کرنا وغیرہ۔ کبھی مصالح کے پیش نظر ایسا حکم دینے کی گنجائش بھی ہوتی ہے جو کتاب وسنت کے عام حکم کے خلاف ہو، مثلاً ملت کی حفاظت کی خاطر چند مسلمانوں کے خون کو جائز قرار دیا گیا۔(۲۷)

☆ ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ ☆ جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔☆

غرضیکہ باوجود اختلاف کے مصالح مرسلہ ایک ضروری اور اہم ماخذ فقہ ہے جس سے نئے مسائل حل کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے اور یہی وجہ ہے تمام مسالک میں کسی نہ کسی صورت میں اس کا وجود پایا جاتا ہے۔ تاہم یہ ضروری امر ہے کہ مصلحت کو شریعت کے دائرے سے باہر نہیں ہونا چاہیے۔(۲۸)

حواشی

۱۔ ابن منظور، لسان العرب، داراحیاء التراث العربی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء)، بذیل مادہ "صَلَح"

۲۔ الغزالی ابوحامد محمد بن احمد، ال مستصفی من علم الاصول، ج:۱، ص:۱۳۹-۱۴۰

۳۔ دکتور وھبۃ الزحیلی، اصول الفقہ الاسلامی، دارالفکر دمشق ۱۹۸۶ء، الطبعۃ الاولیٰ، ج:۲، ص:۹۱؛ زرکشی، بدرالدین محمود بن بہادر بن عبداللہ، البحر المحیط فی اصول الفقہ، دارالصفوۃ، قاہرہ، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۹۲ء، ۶/۷۶

۴۔ الشاطبی، الموافقات فی أصول الفقہ، مطبعۃ مکتبۃ التجاریۃ مصر: ج:۱، ص:۳۸

۵۔ الطوفی نجم الدین، المصلحۃ فی التشریع الاسلامی، دارالفکر العربی، طبعہ ثانیہ، ۱۹۶۴ء، ص:۶۴

۶۔ محمد تقی امینی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۹۹۱، ص:۱۹۲

۷۔ الطوفی، المصلحۃ فی التشریع الاسلامی، ص:۶۴

۸۔ دوالیبی محمد معروف، المدخل الی علم اصول الفقہ، دارالعلم للملایین: الطبعۃ خاصۃ ۱۹۶۵ء، ص:۳۰۱-۳۰۲۔

۹۔ محمد سعید رمضان البوطی، ضوابط المصلحۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ، دمشق ۱۹۶۷ء، ص۱۰۹

۱۰۔ عبدالکریم زیدان، الوجیز فی اصول الفقہ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۹۸۵ء، ص:۳۸۰-۳۸۱۔

۱۱۔ الشوکانی محمد بن علی، ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ج:۲، ص:۲۶۹-۲۷۰

۱۲۔ وھبۃ الزحیلی، اصول الفقہ الاسلامی، ۲:۷۹۹-۸۰۰

۱۳۔ الزنجانی شہاب الدین محمود بن احمد، تخریج الفروع علی الاصول مؤسسہ الرسالۃ، تحقیق محمد ادیب صالح، بیروت الطبعۃ الخامسہ ۱۹۸۶ء، ص۳۲۰۔

۱۴۔ ابراہیم محمد سلقینی المسیر فی اصول الفقہ الاسلامی، دارالفکر المعاصر، بیروت الطبعہ الاولیٰ، ۱۹۹۱ء/۱۴۱۱ھ، ص۱۶۳

☆ الضرر لا یزال بالضرر ☆ نقصان کا ازالہ نقصان سے نہیں کیا جائے گا ☆

۱۵۔ آمدی سیف الدین ابی الحسن علی بن ابی علی بن محمد، الاحکام فی اصول الاحکام، ج:۳، جزو:۴، ص:۱۳۹-۱۴۰۔

۱۶۔ الھندی الارموی صفی الدین محمد بن عبدالرحیم، نھایۃ الوصول فی درایۃ الاصول، تحقیق د. صالح بن سلیمان، سعد بن صالح المکتبۃ التجاریۃ، مکۃ مکرمۃ الطبعۃ الأولی، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶م، ج:۸، ص:۴۰۰۲-۴۰۰۳۔

۱۷۔ مصطفیٰ احمد الزرقاء، الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید المدخل الفقھی العام، الطبعہ التاسعہ دمشق، ۱۹۶۸، ج:۱، ص:۱۲۳

۱۸۔ الیافعی صالح بن غالب، مصادر الاحکام الشرعیۃ، دار الکتاب العربی مصر، الطبعۃ الاولیٰ، ج۱، ص:۲۱

۱۹۔ دوالیبی، المدخل، ص:۳۰۲

۲۰۔ زرکشی، البحر المحیط فی اصول الفقہ، ج:۶، ص:۸۰

۲۱۔ عبدالکریم زیدان، المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ، مؤسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۹۸۶ء، ص:۱۲۵۔

۲۲۔ شاطبی، الاعتصام، ۲۹۲/۳

۲۳۔ دکتور وھبۃ الزحیلی، اصول الفقہ الاسلامی، ج:۲، ص:۷۶۵

۲۴۔ دوالیبی، المدخل، ۳۱۴۔

۲۵۔ محمد رشید رضا، تفسیر القرآن الحکیم، دارالمعرفۃ بیروت، س ن، ج:۷، ص:۱۹۳؛ الفاسی الثعالبی محمد بن الحسن الحجوی، الفکر السامی فی تاریخ الفقہ الاسلامی، دارالکتب العلمیۃ بیروت الطبعہ الاولیٰ، ۱۹۹۵ء، ص۱۵۶۔

۲۶۔ البنائی، حاشیہ العلامۃ البنانی علی شرح الجلال شمس الدین محمد بن احمد متن جمع الجوامع لتاج الدین عبدالوھاب السبکی، دارالفکر:۱۹۸۲ء؛ خضری بک، اصول الفقہ، مطبعہ الاستقامۃ، مکتبہ تجاریہ، مصر، ۱۹۳۸ء، ص:۳۰۲

۲۷۔ آمدی، الاحکام، ج:۲، جزو:۶، ص:۱۴۰

۲۸۔ زرقا، المدخل الفقھی العام، ج:۱، ص:۱۲۳

☆☆☆

☆ اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام ☆ جب حلال وحرام جمع ہوجائیں تو حرام غالب ہوگا ☆